16

تمہارے اعمال سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ تم نے واقعی اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانات دیکھے ہیں

(فرمودہ 9 جولائی 1954ء بمقام ناصر آباد سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''یہ علاقہ جو سندھ کا ہے کسی زمانہ میں تو پنجابیوں کے لیے اِس کا خیال کرنا بھی عجیب بات تھی کیونکہ گزشتہ زمانہ میں جب سفر میں کئی قسم کی مشکلات اور دقتیں تھیں پچاس، ساٹھ یا سَومیل پر جانا بھی ایسا ہی تھا جیسے کوئی مرنے لگا ہے۔ مگر اب یہ علاقہ باوجود اِس کے کہ پانچ سَومیل پر بلکہ اس سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہے نہ صرف اِس میں پنجابی بس رہے ہیں بلکہ سال دو سال میں واپس جا کر وہ اپنے رشتہ داروں سے مل بھی لیتے ہیں۔ یا اُن کے رشتہ دار اِن سے ملنے کے لیے یہاں آ جاتے ہیں اور زیادہ تر طبقہ ایسا ہی ہے جس کے گزارہ کی پنجاب میں کوئی صورت نہیں تھی۔ کچھ ایسے بھی تھے جو اپنی حالتوں کو زیادہ بہتر بنانے کے لیے یہاں آ گئے۔ وہاں ان کی حالتیں ایسی گری ہوئی نہیں تھیں لیکن سَو میں سے اسّی صرف اس لیے آئے ہیں کہ ان کے گزارہ کی پنجاب میں کوئی صورت نہیں تھی یا اس لیے کہ پارٹیشن کے موقع پر ان کو بے دست و پا بنا دیا گیا اور جہاں جہاں ان کے سینگ سمائے چلے گئے۔

کوئی اپنے وطن سے سَو میل دور چلا گیا، کوئی دوسَو میل دور چلا گیا اور کوئی چارسَو میل دُور چلا گیا اور کوئی پانچ سَو میل دور چلا گیا۔ بہرحال وہ پہلے صاحبِ حیثیت تھے یا اچھے زمیندار اور کھاتے پیتے تھے مگر اس وقت وہ بے دست و پا بنا دیئے گئے۔

بہرحال دوقسم کے لوگ تھے جنہوں نے سندھ میں پناہ لی۔ ایک تو وہ جو نسلی طور پر غریب تھے اور اُن کے گزارے کی پنجاب میں کوئی صورت نہیں تھی۔ دوسرے وہ جو پارٹیشن کے موقع پر غریب بنا دیئے گئے یعنی اُن کے مکان لُوٹ لیے گئے، اُن کی جائیدادیں چھین لی گئیں، اُن کے جانور چھین لیے گئے، اُن کی فصلیں چھین لی گئیں، اُن کے روپے چھین لیے گئے اور وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے نسلی غریب ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے پنجاب میں پناہ دے دی اور بعض کو سندھ میں پناہ دے دی۔ اگر وہ پنجاب اور سندھ میں پناہ نہ لیتے تو ان کی حالت ایسی ہی ہوتی جیسے حیدرآباد اور کراچی میں ہزاروں ہزار مہاجرین کی ہے کہ وہ کھلے میدانوں میں جھونپڑیوں میں پڑے ہیں۔ نہ دھوپ سے بچنے کا اُن کے پاس کوئی سامان ہے اور نہ بارش سے بچنے کا اُن کے پاس کوئی ذریعہ ہے۔ بارش آ جائے تو کمر کمر تک ان کی جھونپڑیوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے اور بھوک لگے تو کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔ ہر انسان جو ایسے حالات میں سے گزرتا ہے ضروری ہوتا ہے کہ اُس کے اخلاق پہلے سے اچھے ہو جائیں اور وہ سمجھ لے کہ یہ دنیا فانی ہے۔ کتنا ہی انسان اچھا کھانے پینے والا ہو بعض دفعہ ایسے حادثات اُس پر گزرتے ہیں جو اُسے بالکل بے دست و پا بنا دیتے ہیں۔ مگر باوجود اِس کے کہ آدم سے لے کر اب تک ہزاروں دفعہ ایسے حالات پیدا ہوئے۔ پھر بھی لوگ ان واقعات کو بھول جاتے ہیں۔ جب مصیبت آتی ہے اُس وقت تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ایسی توبہ کریں گے کہ کبھی بھول کر بھی دنیا کی محبت میں مبتلا نہیں ہوں گے مگر جب وہ وقت گزر جاتا ہے تو آہستہ آہستہ پھر ان کے دل پر زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ لیکن عام لوگوں کے حالات خواہ کچھ بھی ہوں ہماری جماعت کو ایسا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہم نے خداتعالیٰ کی ایک نئی آواز سنی ہے، ہم نے اُس کے ایک نئے مصلح کے ہاتھ پر اپنے ایمانوں کی تجدید کی ہے، ہم نے خداتعالیٰ کے زندہ معجزات دیکھے ہیں، ہم نے اس کے

تازہ بتازہ نشانات دیکھے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں پھر بھی ایسی سُستی اور غفلت پائی جاتی ہے کہ اس کو دیکھ کر حیرت آتی ہے۔

چند سال کی بات ہے میں یہاں آیا تو مجھے پتا لگا کہ اِس علاقہ میں چار آدمی ایسے ہیں جو ایک ٹھگ کی خفیہ جماعت میں شامل ہیں اور اس کو اپنا پیر سمجھتے ہیں۔ مجھے اس کا پتا تھا کیونکہ میں اُسے قادیان سے دو دفعہ نکال چکا تھا۔ اور ایک دفعہ تو ایسے الزامات میں مَیں نے اسے نکالا تھا کہ جنہیں سن کر بھی گھن آتی تھی۔ اُس کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ آپ میں سے کسی کے پاس بیٹھے گا تو کہے گا مجھے خواب آئی ہے کہ آپ کو کوئی بہت بڑا درجہ ملنے والا ہے۔ اب اگر آپ کا تقوٰی اچھا ہے تو آپ فوراً کہیں گے کہ میاں! درجہ دینے والا تو خُدا ہے۔ اگر اس نے مجھے کوئی درجہ دینا ہے تو وہ مجھے کیوں نہیں بتاتا؟ آپ کو اُس نے کیوں بتا دیا کہ مجھے درجہ ملنے والا ہے؟ مجھے ہمیشہ بیسیوں غیر احمدیوں کے خطوط ملتے رہتے ہیں جن کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مرزا صاحب ہمیں خواب میں ملے ہیں اور انہوں نے آپ کے متعلق کہا ہے کہ آپ ہمارے سچے خلیفہ اور قائمقام ہیں اور ہمیں ہدایت کی ہے کہ آپ ان کے پاس جائیں اور انہیں کہیں کہ وہ آپ کو پانچ ہزار روپیہ دے دیں۔ میں ہمیشہ اُن کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ وجہ کیا ہے کہ وہ مجھے آ کر آپ کے متعلق یہ ہدایت نہیں دیتے اور آپ کو کہہ دیتے ہیں کہ جا کر پانچ ہزار روپیہ لے لو۔ اگر وہ مجھے آ کر کہیں تو پانچ ہزار کیا !! میں دس ہزار بھی دینے کے لیے تیار ہوں مگر انہوں نے آپ کا انتخاب کس بنا پر کیا ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ مجھے آ کر کہتے، آپ کو کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اِسی طرح جس کے اندر سچا تقوٰی پایا جاتا ہے وہ تو یہ جواب دے دیتا ہے کہ اگر خدا نے مجھے مینجر بنانا تھا یا میری تجارت کو کامیاب کرنا تھا تو مجھے کیوں نہ کہا آپ کو یہ خبر کیوں دی؟ لیکن لالچی آدمی اِتنی سی بات پر خوش ہو جاتا ہے اور اُسے بزرگ قرار دینے لگ جاتا ہے۔

اُس نے ہمارے کئی افسروں کو اِس طرح کی خبریں دینی شروع کر دیں کہ فلاں پر عذاب آ جائے گا اور تم اُس کی جگہ افسر مقرر کر دیئے جاؤ گے۔ میں اُن دنوں محمودآباد گیا اور ایک دن اتفاقاً کسی کام کے لیے باہر نکلا تو میری نظر اس پر پڑ گئی۔ اس نے مجھے دیکھا

تو دوڑ کر ایک مکان کے پیچھے چُھپ جانا چاہا۔ میں نے اُسے فوراً پہچان لیا اور میں نے پوچھا کہ کیا یہ فلاں شخص ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ یہ فلاں ہے(اُس نے اپنا نام بدل لیا تھا)۔ میں نے کہا یہ کوئی نام رکھ لے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ وہ کسی جامہ اور کسی شکل میں بھی میرے سامنے آ جائے، میں اسے پہچان لیتا ہوں۔ اِسی طرح میں جانتا ہوں کہ یہ وہی شخص ہے جسے میں نے قادیان سے نکالا تھا۔ پھر یہ یہاں کس طرح آ گیا؟ اِس پر لوگوں نے بتایا کہ اس نے اِس اِس طرح ہمیں اپنی خوابیں سنائی تھیں۔ میں نے کہا بس! تم اِن وعدوں پر پُھول گئے اور تمہارا دماغ خراب ہوگیا؟ اگر تمہارے اندر ایمان ہوتا تو تم سمجھتے کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت قائم کرے اور اُس کا ایک خلیفہ بنائے اور اُس کے احکام کی تعمیل کو ضروری قرار دے اور دوسری طرف اِس قسم کے آدمی پیدا کر دے اور انہیں کہے کہ تم لوگوں سے کہتے پھرو کہ فلاں پر عذاب آ جائے گا اور فلاں کو انعام مل جائے گا۔ میں نے کہا خبردار! جو آئندہ یہ شخص میری اسٹیٹوں میں آیا۔ اِس پر لوگوں نے بتایا کہ آپ کے تو بعض کارکن بھی اس کے ساتھ شامل ہیں اور بڑے اخلاص سے وہ اس کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اور انہوں نے پانچ آدمیوں کے مجھے نام بتلائے۔میں ناصرآباد واپس آیا تو میں نے اُن پانچوں کو بلوایا۔ اُن میں وہ مخبر بھی تھا جس نے مجھے اطلاع دی تھی۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے یہ کیسی پارٹی بنائی ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا ہماری پارٹی کوئی نہیں۔ یہ ایک بزرگ ہیں جن سے ہم اپنے لیے دعائیں کراتے ہیں اور ہم ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان کی مجلس میں بیٹھا کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر تم غیرمبائع ہوتے تب تو اَور بات تھی لیکن تم یہ تو سوچو کہ ایک طرف تو اِس بات کے قائل ہو کہ خداتعالیٰ نے دنیا میں خلافت کو قائم کیا ہوا ہے اور دوسری طرف تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقابلہ میں ایک اَور شخص کو لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ کہنے لگے توبہ توبہ! وہ خلافت کے مقابل میں کہاں کھڑے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔ میں نے کہا منہ سے کہنا اَور بات ہے۔ تمہیں سوچنا یہ چاہیے کہ آخر ان باتوں کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اور وجہ کیا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ ایک نیا نظام جاری کرتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ جب تک تم ایک شخص کے ہاتھ پر اکٹھے

رہو گے اور اپنے اندر افتراق اور انشقاق پیدا نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ تم میں خلافت کو جاری رکھے گا اور دوسری طرف وہ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی سے وعدہ کرو کہ تیرا بیٹا امیر کبیر ہو جائے گا، کسی سے کہو تو منیجر بن جائے گا، کسی سے کہو کہ تُو جنرل منیجر بن جائے گا۔ میں نے کہا جس دن وہ کسی سے کہتا ہے کہ تُو منیجر ہو جائے گا اُسی دن سے وہ پہلے منیجر کا دشمن ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب یہ نکلے تو میں اس کی جگہ سنبھالوں۔ جس دن وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص جنرل منیجر ہو جائے گا اُسی دن وہ جنرل منیجر کا دشمن ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب وہ نکلے تو میں اس کی جگہ سنبھالوں۔ جس دن وہ کسی سے کہتا ہے کہ وہ ہیڈ کلرک ہو جائے گا اُسی دن وہ پہلے ہیڈ کلرک کا دشمن ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب یہ میرے یا کسی عتاب میں آکر نکل جائے تا کہ میں اس کی جگہ سنبھالوں۔ غرض ایک طرف تو وہ کہتا ہے کہ ساری جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کرو اور دوسری طرف کہتا ہے کہ جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتا ہے؟ یا خدا تعالیٰ خود اپنے نظام کو تباہ کرنے کے لیے ایسے لوگوں کو کھڑا کر سکتا ہے۔؟ کہنے لگے آپ جانتے نہیں کہ وہ بڑے نیک آدمی ہیں۔ میں نے کہا تمہیں وہ نیک نظر آتے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ خدا ان سے کام لے رہا ہے لیکن میرے نزدیک تو خدا اُس سے ایسا ہی کام لے رہا ہے جیسا کہ اُس نے ابوجہل وغیرہ سے لیا۔ آخر میں مَیں نے اُن سے صاف کہہ دیا کہ تم یا تو ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو یا اس کے ساتھ رہ سکتے ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ہمارے ساتھ بھی رہو اور اس کے ساتھ بھی رہو۔ انہوں نے منیجر صاحب کے متعلق بتایا کہ یہ بھی درحقیقت ہمارے ساتھ ہی ہیں۔ وہ کہنے لگے نہیں۔ پہلے میں ان کے ساتھ ہوا کرتا تھا مگر اب نہیں ہوں۔ اِس کے بعد وہ چلے گئے اور منیجر صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ جاتے ہی وہ پھر اُس شخص کے پاس گئے اور بہت روئے اور چیخے چلّائے کہ اب ہمیں جُدا کیا جا رہا ہے۔ اور پھر انہوں نے اُسے چائے پلائی اور اُس کا جوٹھا تبرک کے طور پر پیا کہ خبر نہیں یہ مصیبت ہم پر کب تک وارد رہے گی۔ اِس کے بعد اُس مخبر نے رپورٹ بھیجی اور ساتھ ہی اُس شخص کا ایک خط بھجوایا اور لکھا کہ یہ فلاں افسر کے نام اُس نے لکھا تھا جو میں آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ اس میں سندھ کے ایک احمدی کے متعلق ہی

لکھا تھا کہ میں نے اُس کے بیٹے کے متعلق فلاں احمدی کو اپنا ایک خواب سنایا تھا اور بتایا تھا کہ وہ بادشاہ ہو جائے گا مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ لڑکا مر گیا ہے۔ آپ اس لڑکے کی موت کی خبر اس احمدی کو نہ سنائیں ورنہ اس کا ایمان کمزور ہو جائے گا۔ گویا اپنے شاگردوں کو دھوکا بھی سکھایا جاتا ہے کہ ان کے ایمان میں کوئی لغزش پیدا نہ ہو۔ آخر ہم نے ان ساروں کو بدل دیا۔ لیکن کچھ عرصہ ہوا ایک دوست نے مجھے خط لکھا کہ یہ لوگ اب بھی آپس میں ملتے ہیں اور جو مخبر تھا اُس کا نام بھی اُس نے لکھا کہ یہ بھی انہی لوگوں میں شامل ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دماغ خراب ہو چکے ہیں اور یا پھر وہ منافق اور بے ایمان ہیں کہ ایک طرف تو وہ ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ مخفی طور پر ان لوگوں کے پاس آتے جاتے ہیں جو جماعت میں فتنہ پیدا کرنے والے ہیں۔ حالانکہ مومن خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اپنے تعلقات کی کبھی پروا نہیں کرتا اور وہ فوراً فتنہ انگیزی کرنے والے کے خلاف شور مچا دیتا ہے۔

جب بدر کی جنگ ہوئی اُس وقت تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہدایت دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ایک دن گھر میں بیٹھے باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا لڑکا کہنے لگا ابا جان! بدر کی جنگ میں مَیں ایک پتھر کے پیچھے چُھپ کر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ میرے پاس سے گزرے۔ اُس وقت میں نے چاہا کہ وار کروں مگر میں نے فوراً آپ کو پہچان لیا اور اپنی تلوار نیچی کر لی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا نے تجھے اسلام نصیب کرنا تھا اس لیے تُو بچ گیا ورنہ خدا کی قسم! اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو میں نے کبھی اپنی تلوار نیچی نہیں کرنی تھی۔ 1

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر اور ایمان میں امتیاز بھی یہ ہے کہ ایمان یہ نہیں دیکھتا کہ کوئی شخص میرا دوست ہے یا میرا رشتہ دار ہے بلکہ وہ فوراً اسے ننگا کر کے رکھ دیتا ہے۔ اور کُفر اِن باتوں کو چھپانے کی طرف راغب ہوتا ہے کیونکہ کفر کا خدا کوئی نہیں اور مومن کا خدا ہے۔ کافر سمجھتا ہے کہ ان لوگوں کے تعلقات مقدم ہیں اور مومن سمجھتا ہے کہ اصل تعلق وہی ہے جو انسان کا خدا سے ہے باقی سب تعلقات عارضی ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں

ان کی کوئی پروانہیں جاسکتی۔

پس جو لوگ یہاں رہتے ہیں ان میں سے بھی ایک حصہ مجرم ہے کہ اس نے ان باتوں کو چھپایا۔ میں یہ کبھی مان نہیں سکتا کہ اِس واقعہ کا ساری جماعت میں سے صرف ایک شخص کو پتا تھا۔ یقیناً اَور لوگوں کو بھی علم ہوگا مگر انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں سُستی کی اور سمجھا کہ ان لوگوں سے ہماری صاحب سلامت ہے، ان سے ہمیں بعض دنیوی فوائد بھی پہنچ رہے ہیں پھر ہم کیوں بگاڑ پیدا کریں؟ صرف ایک آدمی کو خدا نے ہمت دے دی اور اس نے مجھے رپورٹ بھجوائی۔ اور جب میں نے تحقیق کی تو پانچ اَور گواہ بھی مل گئے۔ جہاں تک مخالفت کا سوال ہے اس کے لحاظ سے چار کیا، چار ہزار کیا، چار لاکھ کیا بلکہ اگر یہ چار کروڑ بھی ہوں تب بھی یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ سلسلہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہے اور ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ یہ سلسلہ تباہ کیا جائے۔ ابھی دنیا میں اِس سلسلہ کے ذریعہ اسلام نے پھیلنا ہے۔ جب یہ سلسلہ اسلام کو دنیا میں قائم کر دے گا تو اُس وقت لوگ گھمنڈ میں آ کر بے ایمان ہو جائیں تو اَور بات ہے۔ بیشک اب بھی بعض لوگوں کے ہاتھ میں روپیہ آ جائے تو وہ گھمنڈ کرنے لگ جاتے ہیں لیکن یہ گھمنڈ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بچہ اپنے کھلونے پر گھمنڈ کرنے لگتا ہے۔ انسان کا اصل گھمنڈ اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جب وہ بڑا آدمی بن جاتا ہے اور باقی لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتا ہے۔ پس ہمارے بعض افراد ہیں اگر اب بھی گھمنڈ پایا جاتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے بچہ کو کھلونا مل جائے تو وہ گھمنڈ کرنے لگ جاتا ہے۔ اصل گھمنڈ اُسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب قوم پھیل جاتی ہے، کثرت سے اُس کے پاس مال آ جاتا ہے، کثرت سے اُس کے پاس عہدے آ جاتے ہیں اور افراد پر اُسے تصرف کا اختیار ہوتا ہے۔ تب فرعون مزاج لوگ اپنے گھمنڈ میں لوگوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ یہ فیصلہ کرتے ہیں تو خدا اپنے فرشتوں کو اُن کے مٹانے کا حکم دے دیتا ہے۔ مگر ابھی ہماری جماعت پر وہ وقت نہیں آیا۔ ابھی ہم نے ترقی کرنی ہے۔

اِس سلسلہ کو مٹانے کی بُہتوں نے کوشش کی اور ابھی کچھ اَور کوشش کرنے والے پیدا ہوں گے۔ مگر وہ سارے کے سارے تھک جائیں گے اور اِس سلسلہ کو نقصان

پہنچانے کی بجائے اس کی عزت اور ترقی کا ذریعہ بنیں گے۔ جس طرح پہاڑ پر چڑھتے وقت پہلے چھوٹی پہاڑیاں آتی ہیں، پھر اُس سے بڑی پہاڑیاں آتی ہیں، پھر اُس سے بڑی پہاڑیاں آتی ہیں۔ یہاں تک کہ انسان پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے۔ اِسی طرح خدا ہر مخالفت کے بعد اس سلسلہ کو ترقی دیتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ جائے گا جب خدا اپنے وعدوں کے مطابق اِس سلسلہ کو ساری دنیا میں پھیلا دے گا۔ اس کے بعد ہوسکتا ہے کہ جماعت کے لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو جائے، وہ تکبر میں مبتلا ہو جائیں اور خدا تعالیٰ ان کو سزا دینے کے لیے ان سے اپنی برکات چھین لے۔ اور یا پھر ممکن ہے کہ اُس وقت تک قیامت ہی آ جائے۔

قیامت کے متعلق ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کتنے عرصہ میں آنے والی ہے۔ آیا پانچ سَو سال کے بعد آئے گی یا ہزار سال کے بعد آئے گی یا دو ہزار سال کے بعد آئے گی۔ الٰہی کلام تمثیلی الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے قطعیت کے ساتھ کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال تمثیلی زبان میں جو پیشگوئیاں کی گئی ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سات ہزار سال کے بعد دنیا پر قیامت کا آنا مقدر ہے۔ پس یا تو اس مقام پر پہنچ کر جب احمدیت اپنی تمام اندرونی طاقتیں ظاہر کر دے گی اور اپنی تمام قابلیتیں دنیا میں نمایاں کر دے گی لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونے پر قیامت آ جائے گی۔ اور یا پھر اللہ تعالیٰ اُس وقت اسلام کی ترقی کے لیے کوئی اَور راستہ تجویز کر لے گا۔ بہرحال جس طرح بیج زمین میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے بعد ضروری ہوتا ہے کہ فصل اُگے اور بیج اپنی تمام مخفی طاقتیں ظاہر کرے۔ اِسی طرح روحانی جماعتیں جب اپنی تمام پوشیدہ طاقتیں ظاہر کر دیتی ہیں اور اپنے تمام حُسن کو نمایاں کر دیتی ہیں تو اُس کے بعد اُن پر زوال آیا کرتا ہے اُس سے پہلے نہیں۔ یہی پہلے ہوا اور یہی آئندہ ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے مذاہب زوال آنے پر بالکل کٹ گئے اور نئے مذاہب دنیا میں جاری کیے گئے لیکن احمدیت کوئی نئی چیز نہیں بلکہ اسلام کا ہی دوسرا نام ہے اور اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اس لئے احمدی اگر کسی وقت گر جائیں گے تو اسلام پھر بھی قائم رہے گا اور کسی اَور شکل میں دنیا میں ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ تسلسل اِسی طرح رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

پس یہ لوگ تو اپنی جگہ کامیاب نہیں ہوں گے مگر جو احمدی کہلاتے ہوئے مداہنت کرتے ہیں افسوس تو اُن پر ہے کہ بجائے اِس کے کہ وہ غیرت کا مظاہرہ کرتے انہوں نے اپنے تعلقات کو سلسلہ کے مفاد پر مقدم سمجھا اور ان لوگوں کے ظاہر کرنے میں اخفا سے کام لیا۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں پارٹیشن کے بعد اِس علاقہ میں جو آرام ملا ہے اِس سے وہ مغرور نہ ہو جائیں بلکہ ان پر جو خداتعالیٰ کی طرف سے ذمہ داریاں ہیں اُن کو پورا کریں ورنہ خدا کے فرشتے ان کی گردن پکڑ لیں گے۔ آپ لوگوں کو کیا معلوم کہ آپ کی اولادوں میں سے کس نے دنیوی لحاظ سے ترقی کرنی ہے، کس نے بڑا عالم بننا ہے، کس نے بڑا صوفی اور بزرگ بننا ہے۔ یہ انعامات ہیں جو بہرحال آپ لوگوں کے لیے مقدر ہیں۔ پس اپنی نسلوں کے لیے ایسا بیج مت بوئیں جس کے نتیجہ میں وہ خدائی انعامات سے حصہ لینے سے محروم رہ جائیں۔ تم مت سمجھو کہ تمہارے کاموں کا تمہاری اولادوں پر اثر نہیں پڑے گا۔ بسااوقات ماں باپ سے نادانستہ طور پر ایک فعل سرزد ہوتا ہے اور صدیوں تک اُن کی نسلوں کو اُس کی سزا برداشت کرنی پڑتی ہے۔

دیکھو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے بعد جب غزوہ حنین میں شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دے دی تو اموالِ غنیمت آپ نے مکہ والوں میں تقسیم فرما دیئے۔ مدینہ والوں کو کچھ نہیں دیا۔ اِس پر کسی انصاری نوجوان کی زبان سے بے احتیاطی میں یہ الفاظ نکل گئے کہ خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال اپنے رشتہ داروں کو دے دیئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتا لگا تو آپ نے انصار کو بلایا اور فرمایا اے مدینہ کے لوگو! مجھے تمہارے متعلق ایسی روایت پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ہم میں سے کسی بیوقوف نوجوان نے یہ بات کہی ہے ہم نے نہیں کہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بات کہی گئی، سو کہی گئی۔ پھر آپ نے فرمایا دیکھو! تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداتعالیٰ نے مکہ میں پیدا کیا مگر مکہ والوں نے اپنی بیوقوفی سے خدائی کلام کو ردّ کر دیا اور آپ کو قبول نہ کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے وہ نعمت مدینہ والوں کو دے دی۔ پھر خدا نے اپنے فضل سے، نہ کہ مسلمانوں کے کسی زور اور

طاقت کے نتیجہ میں، ایسے سامان پیدا کیے کہ مکہ فتح ہو گیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ والوں نے سمجھا کہ اب ہماری گمشدہ متاع ہمیں واپس مل جائیں گی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وطن میں واپس آ جائیں گے مگر خدا نے یہی فیصلہ کیا کہ مکہ والے اونٹ ہانک کر اپنے گھروں میں لے جائیں اور مدینہ والے خدا کے رسول کو اپنے گھر لے جائیں۔ لیکن اے انصار! اگر تم چاہو تو تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ ہم محمد رسول اللہ کے لیے مدینہ میں بھی لڑے اور مدینہ سے باہر بھی لڑے۔ ہم نے اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیویوں کو بیوہ بنایا۔ ہم نے اپنے خاندانوں کو برباد کیا اور اپنا مال اور اپنی طاقت آپ کے لیے قربان کر دی مگر جب فتح حاصل ہوئی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال اپنے رشتہ داروں کو دے دیئے اور ہمیں کچھ نہ دیا۔ انصار نے روتے ہوئے کہا کہ یَا رَسُولَ اللّٰہ! ہم مانتے ہیں کہ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہم میں سے کسی بیوقوف نوجوان نے یہ بات کہہ دی ہے ورنہ ہم اس سے بیزار ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے مگر اے انصار! اب اِس قول کی وجہ سے اِس دنیا میں تم کو برکتیں نہیں ملیں گی۔ تم اگلے جہان میں حوضِ کوثر پر ہی آ کر ان برکتوں کو لینا۔2

چنانچہ دیکھ لو چودہ سَو سال گزر گئے مگر ان چودہ سَو سال میں کوئی انصاری بادشاہ نہیں ہوا۔ عربوں کو بادشاہت ملی، مکہ والوں کو بادشاہت ملی اور وہ چار پانچ سَو سال تک حکومت کرتے رہے، پٹھانوں کو بادشاہت ملی، ایرانیوں کو بادشاہت ملی، مصریوں کو بادشاہت ملی، مغل آئے انہوں نے بغداد فتح کیا اور اٹھارہ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا مگر پھر اُن کو بھی توبہ نصیب ہوئی اور انہوں نے لمبے عرصہ تک حکومت کی۔ غرض ہر قوم کو اِس چودہ سَو سال کے عرصہ میں حکومت ملی۔ اگر نہیں ملی، تو اُن کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بھی لڑے اور بائیں بھی لڑے اور آگے بھی لڑے اور پیچھے بھی لڑے اور جنہوں نے کہا تھا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔3 اس لیے کہ اُن کے باپ دادا میں سے کسی نے یہ بات کہی اور خدا نے اُن کی ساری اولاد کو ہمیشہ کے لیے حکومت سے محروم کر دیا۔

پس مت سمجھو کہ تمہاری ان غفلتوں کے نتیجہ میں تم آئندہ آنے والے انعامات سے محروم نہیں ہو گے۔ اگر تم غفلت سے کام لو گے اور اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھو گے تو تم اور تمہاری اولادیں

ان برکتوں کو حاصل نہیں کر سکیں گی جو اسلام اور احمدیت کی خدمت میں اُس نے رکھی ہیں۔ پس اپنے چھوٹے چھوٹے تعلقات کے لیے اپنا اور اپنی اولادوں کا مستقبل تباہ نہ کرو کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے"۔ (الفضل 10/اگست 1960ء)

1: مستدرک حاکم جلد3صفحہ4575 کتاب معرفة الصحابة . مات عبدالرحمان ابن ابی بکر فجأة دارالفكر بيروت 1978ء

2: صحیح بخاری کتاب المغازی بابُ غزوةِ الطّائِفِ فی شوّالِ سَنَةَ ثَمَانٍ۔

3: سیرت ابن ہشام جلد2 صفحہ 266، 267 مطبع مصر 1936ء (مفہومًا)